ہیں اور کچھ وہ ہیں جو فرائض مالیہ کی حد تک پوری دیانت داری اور خوش دلی کا ثبوت دیتے ہیں اور کچھ وہ بھی ہیں جو سارا گھر سمیٹ کر راہِ خدا میں جھونک دیتے ہیں اور قرار پاتے ہیں مثلاً حضرت صدیقؓ کی ذات گرامی ہے۔ اور کچھ وہ بھی ہیں جو چیز ان کو بہت اچھی لگتی ہے اسے وہ خدا کی راہ میں خرچ کر کے ہی چین پاتے ہیں۔ اور یہ وہ سٹیج ہے کہ جہاں سوشلسٹ مزاج جیسے رنگیلوں کے پَر جلتے ہیں، وہ مساوات کے نام پر دنیا سے یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ اپنے مال سے آدھا ہمیں بھی دو، لیکن وہ یہ بھی کہیں کہ: ہم سے یہ وافر ہے یا ہمیں یہ سب سے زیادہ محبوب شے ہے، اس لیے خدا کی رضا کے لیے دیتا ہوں ع ایں خیال است محال است و جنوں انھوں نے مساوات کے مسئلے تو صرف لوگوں سے بٹورنے اور اپنا گھر بھرنے کے لیے گھڑ رکھے ہیں ورنہ ان کو خدا یا خلقِ خدا سے کیا واسطہ؟ یہ تو وہ لوگ ہیں جو ساری دنیا سے بڑھ کر خدا، رسول، قرآن اور عوام کا استحصال کرتے ہیں۔ خدا ان کو سمجھے۔

بہرحال ہمارے نزدیک ”خذ العفو“ سے مراد ”درگذر“ کا شیوہ اختیار کرنا ہے۔ اگر اس کے معنی ”مال زائد“ ہی کیے جائیں تو پھر اس سے مراد عام صدقات ہیں، جبری ٹیکس یا جبری جیب تراشی نہیں ہے بلکہ یہ ہے کہ جو لوگ خدا کے حضور نذرانہ پیش کرنا چاہتے ہیں۔ وہ خدا کے شایانِ شان، عمدہ سے عمدہ شے دینی شرط ہے کہ جو دیں، تاوان سمجھ کر نہ دیں، خوش دلی سے دیں، اور دل پر پتھر رکھ کر نہ دیں بلکہ نہایت حضورِ قلب کے ساتھ پیش کریں، جس میں ان کو آسانی بھی محسوس ہو۔ یہ آیت پاک بہرحال سوشلسٹوں کے ناپاک اغراض اور جذباتی افکار کا ماخذ نہیں بن سکتی جو بناتے ہیں وہ قرآن سے بے خبر ہیں یا بدنیت، ان کا صحیح علاج یہ ہے کہ ان کا مقاطعہ کیا جائے اور وزیراعظم سے درخواست کی جائے کہ ان کو ہمارے قرآن سے کھیلنے سے روکیں۔ اور جو ان کا مقام ہے، ان کو اسی پر رکھیں مسلمانوں کی طرح سیدھے طریقے سے قرآن کا نام لیں یا کوئی اور دھندا کریں، قرآن کی تحریف سے بہرحال ان کو روکا جائے۔

(ب) **بے نماز سیاسی لیڈر** ۔ یہ سوال کہ جو سیاسی لیڈر بے نماز ہو اسے اپنا رہنما بنایا جا سکتا ہے یا نہیں، یہ سوال کرنے کا نہیں تھا، یقین کیجیے! یہ سوال پڑھ کر ہمیں بڑا دکھ ہوا ہے کیونکہ کبھی ہم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے لیکن محسوس ہوتا ہے کہ آج شاید ہمیں اس کے لیے بھی کچھ گنجائش نظر آنے لگی ہے۔ فلیبك من کان باکیا۔

یقین کیجیے! بالکل نہیں، بالکل نہیں، بالکل نہیں! جو بنا لیتے ہیں —— ان کی آخرت بڑی خطرے میں ہے بلکہ دنیا بھی۔ خسر الدنیا والاخرۃ۔

ہمارے نزدیک یزید اور حجاج بہت بدنام سیاسی لیڈر رہے لیکن بے نماز وہ بھی نہیں تھے، اگر وہ بے نماز

ہوتے تو یقین کیجیے، اس کو ایک "شمر" بھی نہ ملتا۔ کیونکہ شمر بہت بڑا بدبخت تھا لیکن ذوق کے لحاظ سے وہ اس قدر ننگا نہیں تھا کہ وہ ایک بے نماز کو بھی اپنا پیشوا بنا تا۔ بہر حال بقولِ علامہ اقبال ؎

یہ زائرانِ حریمِ مغرب ہزار رہبر بنیں ہمارے
ہمیں بھلا ان سے واسطہ کیا جو تجھ سے نا آشنا رہے ہیں

سیاسی لیڈر دو قسم کے ہوتے ہیں ایک سرکاری جماعت کے رہنما ہوتے ہیں پہلے ان کو سمجھائیں اگر راہ پر نہ آئیں تو ان کی قیادت کو قبول کرنے سے قطعی انکار کر دیں۔ کیونکہ جماعت کی کامیابی کی صورت میں بالآخر یہی لوگ برسرِ اقتدار آئیں گے جن میں سرتاپا دین اور آخرت کا ضیاع ہے۔ ان کے مظالم اور نہ کردنیوں سے تعاون کریں گے تو ایمان ضائع ہو گا، خدا ناراض ہو گا اور آخرت تباہ ہو گی۔ اگر ان کی سیئات کو خاموش ہو کر برداشت کریں گے تو جو انجام معاونین کا ہو گا وہی آپ کا ہو گا۔ جیسا کہ سبت کے دن یہود کا ہوا۔ اگر ان کی مخالفت کریں گے تو اپنی دنیوی عافیتوں کو امتحان میں ڈالنے والی بات ہو گی جو بہر حال خطرے سے خالی نہیں۔ استقامت رہے یا نہ۔

اگر وہ سرکاری جماعت کے رہنما اور حکمران بھی ہیں تو نہایت خیر خواہی کے ساتھ پہلے ان کو تبلیغ کی جائے اگر یہ حکمتِ عملی کامیاب نہ رہے تو عوام کو صحیح صورتِ حال اور ان کے فرائض سے آگاہ کیا جائے، ہو سکتا ہے کہ عوامی دباؤ کی وجہ سے ان کی زندگی کا کانٹا بدل جائے، اگر یہ بھی ممکن نہ رہے تو ملک میں پارلیمانی طریقے پر عوام کو تیار کیا جاتے ہو سکتا ہے کہ جمہوری طریقے پر "صالح انقلاب" کی کوئی صورت پیدا ہو جائے۔ بہر حال باغیانہ سرگرمیوں کے ساتھ بے دین اور بے نماز حکمرانوں کو بھی بدلنے کی کوشش سے پرہیز کیا جائے کیونکہ اس سے ملک کمزور ہوتا ہے اور قوم کی ہوا اکھڑ جاتی ہے۔ ہاں ملک جو خواص ہیں وہ از راہِ تبلیغ ان حکمرانوں کی مصاحبت، تائید اور حمایت سے پرہیز کریں اور احتجاجاً ان کا بائیکاٹ کریں، جیسے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا تھا، آپ نے دو آدمیوں کو سمجھایا کہ اشرفیوں سے سونا اور دراہم سے چاندی نہ خریدیں۔ کیونکہ یہ "ربا" (سود) ہے، میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنا، فرماتے تھے کہ، سونا سونے کے بدلے نہ خریدو نہ بیچو مگر برابر سرابر، نقد بہ نقد۔

لا تبتاعوا الذهب بالذهب الا مثلا بمثل لا زيادة بينهما ولا نظرة (ابن ماجه) وقت کے حکمران بولے: یہ صرف ادھار کی صورت میں ہے۔ حضرت عبادہ نے فرمایا: کہ میں حضورؐ کی حدیث بیان کرتا ہوں اور آپ اپنا خیال بتاتے ہیں، اگر اللہ نے موقعہ دیا تو میں جا کر آپ کے علاقہ میں واپس نہیں آؤں گا۔ لئن اخرجني الله لا اساكنك بارض لك علي فيها امرة (ابن ماجه)

جب واپس ہوئے تو سیدھے مدینے پہنچے، یہ قصہ حضرت عمرؓ کو سنایا۔ آپ نے فرمایا۔ اس سرزمین کا برا ہو جس میں آپ نہ ہوں، آپ واپس تشریف لے جائیں اور گورنر کو لکھا کہ بات وہی ہے جو حضرت عبادہؓ نے بیان کی ہے، لوگوں کو اس کے مطابق حکم دیں۔ آپ کو حضرت عبادہ پر حکومت کا کوئی اختیار نہیں۔

لا امرۃ لک علیہ واحمل الناس علی ما قال فانہ ھو الامر (ابن ماجہ ص۱۲)

غرض یہ ہے کہ اتنی بڑی صریح خلاف ورزی کے باوجود آپ نے ان کے خلاف محاذ نہیں بنایا لیکن ذاتی طور پر اس کا بائیکاٹ ضرور کیا کیونکہ خواص کا یہ فریضہ ہے کہ حکمرانوں کو سیدھی راہ پر رکھیں۔ اگر نہ رہیں تو ذاتی حیثیت میں ان کا بائیکاٹ ضرور کریں تاکہ وہ راہ پر آجائیں۔

مسلم شریف میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ تمہارے بہترین حکمران وہ لوگ ہیں جن سے تم محبت کرو اور وہ تم سے محبت کریں اور ایک دوسرے کے لیے دعاگو رہو، اور بدترین وہ ہیں جن سے تم بغض رکھو اور وہ تم سے بغض رکھیں، تم ان پر لعنت کرو اور وہ تم پر لعنت کریں، صحابہ نے عرض کیا تو اس صورت میں ہم ان کی بیعت فسخ نہ کر دیں۔ آپ نے فرمایا:

لا، ما اقاموا فیکم الصلوٰۃ لا ما اقاموا الصلوٰۃ فیکم۔

نہیں نہیں، جب تک وہ تم میں نماز قائم کریں۔ دو بار فرمایا: پھر فرمایا: ہاں ان کی سیئات سے نفرت کریں لیکن ان کی اطاعت سے ہاتھ کھینچنے کی کوشش نہ کریں۔ (مسلم)

گویا کہ ان کو برداشت کرنے کی صرف ایک شرط ہے کہ نماز خود بھی پڑھتا ہو اور لوگوں میں بھی اس کو قائم کرتا ہو۔ ظاہر ہے کہ اگر وہ نماز کے تارک رہیں تو خوش دلی کے ساتھ ان کو برداشت کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ صحابہ نے کہا کہ تو پھر ہم ان کے خلاف جہاد نہ کریں فرمایا: لا ما صلوا لا ما صلوا (مسلم) نہیں نہیں، جب تک وہ نماز پڑھتے رہیں۔ ایسا نہ کیجیو۔ لیکن شرط یہ ہے کہ ان کو دل میں جگہ نہ دیں۔

ای من کرہ بقلبہ وانکر بقلبہ (مشکوٰۃ۔ ام سلمۃ)

حضرت عمرؓ نے اپنے تمام عاملوں اور گورنروں کو یہ حکم کیا تھا کہ جو نماز کے احکام یاد نہیں رکھتا اور نہ وقت پر اسے ادا کرتا ہے مجھے ان کی دوسری کسی ڈیوٹی اور ذمہ داری پر بھروسہ نہیں ہے۔ یعنی وہ دوسری تمام صلاحیتوں کے باوجود "نااہل" تصوّر کیے جائیں گے: الفاظ یہ ہیں۔

ان عمر بن الخطاب کتب الی عمالہ ان اھم امرکم عندی الصلوٰۃ فمن حفظھا و